سوال

(194)جب گزر بسر دشوار ہوجائے اور عورت طلاق کا مطالبہ کرے

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اگر عورت طلاق کا مطالبہ کرے، تو شرع کا کیا حکم ہے جبکہ گزر بسر دشوار ہو جائے۔ جس کے اسباب مندرجہ ذیل ہیں :

اولاً : میرا خاوند جاہل ہے اور میرا حق نہیں پہچانتا۔مجھے اور میرے والدین پر لعنت کرتا رہتا ہے۔ اس نے میرا نام یہودیہ، نصرانیہ اور رافضیہ رکھا ہے لیکن میں اپنے بچوں کی وجہ سے اس کی بداخلاقی پر صبر کرتی ہوں لیکن جب میں التہاب المفاصل (جوڑوں کے درد) کے مرض میں مبتلا ہوگئی تو ایسی باتوں پر صبر کرنا میرے بس سے باہر ہوگیا اور مجھے اس کی باتوں سے سخت تکلیف ہونے لگی۔ حتیٰ کہ مجھے اس سے کلام کرنے کی بھی طاقت نہ رہی۔ لہٰذا میں نے اس سے طلاق طلب کی تو اس نے انکار کر دیا۔ یہ خیال رہے کہ یہ تقریباً چھ سال کی بات ہے کہ میں اس کے گھر میں اپنے بچوں کے پاس رہ رہی ہوں۔ میں اس کے نزدیک ایسے ہی ہوں جیسے مطلقہ یا اجنبی۔ لیکن وہ طلاق دینے سے انکار کرتا ہے۔ میں فضیلت مآب سے اپنے سوال کے جواب کی توقع رکھتی ہوں۔'' (ل۔ع۔م۔الریاض)

الجواب بعون الوہاب بشرط صحۃ السؤال

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

اگر خاوند کا یہ حال ہے جو آپ نے ذکر کیا ہے، تو طلاق کے مطالبہ میں کوئی حرج نہیں اور اگر اس کے برے رہن سہن اور بدکلامی جیسی زیادتیوں سے نجات حاصل کرنے کے لیے اسے کچھ مال دے دیں تاکہ وہ آپ کو طلاق دے دے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان باتوں پر صبر کریں۔ ساتھ ہی اچھے انداز میں اسے نصیحت کرتی رہیں اور اپنے بچوں کی خاطر اور اس کے آپ پر اور آپ کے بال بچوں پر خرچ کرنے کی وجہ سے اس کے لیے ہدایت کی دعا کرتی رہیں۔ ہم توقع رکھتے ہیں کہ اس میں آپ کے لیے اجر اور انجام کی بہتری ہوگی اور ہم تمہارے خاوند کے لیے اللہ تعالیٰ سے ہدایت اور استقامت کی دعا کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ اس صورت میں ہے کہ وہ نماز ادا کرتا ہو اور دین کو گالی نہ دیتا ہو۔

اور اگر وہ نماز ادا نہیں کرتا اور دین کو گالی دیتا ہے تو وہ کافر ہے اور آپ کے لیے اس کے ساتھ رہنا اور اپنے آپ کو اس کے قبضہ میں دینا جائز نہیں کیونکہ اسلام کو گالی دینا یا اس سے استہزاء کفر اور گمراہی ہے اور اہل علم کے اجماع کے مطابق دین سے ارتداد ہے۔ کیونکہ اللہ عزوجل فرماتے ہیں :

قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ٥ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَانِكُمْ

''آپ کہہ دیجئے کیا تم اللہ، اس کی آیتوں اور اس کے رسولوں سے ہنسی کرتے تھے؟ بہانے مت بناؤ۔ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔'' (التوبۃ: ٦٥)

اوراس لیے بھی (آپ کوخاوند کے ساتھ نہیں رہنا چاہیے) کہ علماء کے دواقوال میں سے صحیح ترقول کے مطابق نماز چھوڑنا کفر اکبر ہے۔ اگرچہ وہ اس کے وجوب کا منکر نہ ہو۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ وَالشِّرْكِ تَرْكُ الصَّلَاة))

''آدمی اور کفر وشرک کے درمیان نماز کا ترک ہے۔''

اورامام احمد اور اہل السنن نے بریدہ بن الحصیب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((العَهْدُ الَّذِي بيْنَنا وبيْنَهُم الصَّلاةُ، فَمَن تَرَكَها فَقَدْ كَفَرَ))

''ہمارے اوران لوگوں کے درمیان عہد نماز ہے۔ لہٰذا جس نے اسے چھوڑ دیا۔ اس نے کفر کیا۔''

اور جو کچھ ہم نے ذکر کیا ہے، کتاب وسنت میں اس پر دوسرے دلائل بھی موجود ہیں۔ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَان۔

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ ابن باز رحمہ اللہ

جلداول - صفحہ 178

محدث فتویٰ